رسول ﷺ کی سنت پر عمل واجب ہے

اور اس کا منکر کافر ہے

تالیف:

عزت مآب شیخ

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ

شركاء التنفيذ:

دار الإسلام　جمعية الربوة　رواد الترجمة　المحتوى الإسلامي

يتاح طباعة هذا الإصدار ونشره بأي وسيلة مع
الالتزام بالإشارة إلى المصدر وعدم التغيير في النص.

Telephone: +966114454900
ceo@rabwah.sa
P.O.BOX: 29465
RIYADH: 11557
www.islamhouse.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے، اور اچھا انجام تقوی اختیار کرنے والوں کے لئے ہے، اور درود و سلام ہو اللہ کے بندہ ورسول محمد پر جو تمام عالم کے لئے رحمت اور تمام بندوں پر حجت بنا کر بھیجے گئے، اوران کے اہل وعیال اور اصحاب پر جنہوں نے اپنے پاک رب کی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اپنے بعد والوں تک، ایمانداری اور کمال کے ساتھ، اور معانی اور الفاظ کی مکمل حفاظت کے ساتھ پہونچایا- اللہ ان سے راضی ہو اور ان کو راضی کردے- اور ہمیں بھلائی کے ساتھ ان کی اتباع کرنے والوں میں سے بنائے۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

قدیم وجدید تمام علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ احکام کو ثابت کرنے اور حلال وحرام کو بیان کرنے کی معتبر دلیل اللہ کی وہ معزز کتاب ہے جس کے پاس باطل بھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، اس کے بعد اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، جو اپنی خواہش سے نہیں بلکہ آپ کے اوپر جو وحی نازل ہوتی اس کی روشنی میں بولتے تھے، اس کے بعد علمائے امت کا اجماع ہے، اور دیگر دلائل کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے، جن میں سب سے اہم دلیل قیاس ہے، اور جمہور اہل علم قیاس کی حجیت کے قائل ہیں بشرطیکہ اس کے معتبر شروط پائے جاتے ہوں، ان اصول کے دلائل بے شمار اور نہایت مشہور ہیں:

احکام کو ثابت کرنے کی معتبر دلائل

پہلی دلیل: اللہ کی معزز کتاب

جہاں تک پہلی دلیل کی بات ہے تو: وہ اللہ کی معزز کتاب ہے،

ہمارے عزیز وبرتر پروردگار نے اپنی کتاب میں مختلف مقامات پر یہ وضاحت فرمائی ہے کہ اس کتاب کی اتباع کرنا اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور اس میں بیان کردہ حدود واحکام کی پاسداری کرنا واجب ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:

"تم لوگ اس چیز کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آتی ہے، اور اللہ تعالی کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو"۔

نیز فرمان باری تعالی ہے:

"اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے نازل فرمایا بڑی خیر وبرکت والی ہے، سو اس کی اتباع کرو اور ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو"۔

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"یقینا تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے، تمہارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔

جس کے ذریعہ سے اللہ تعالی انہیں جو رضائے رب کے طلبا گار ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے"۔

اللہ تعالی ایک اور جگہ فرماتا ہے:

"جن لوگوں نے اپنے پاس قرآن پہنچ جانے کے باوجود اس سے کفر کیا، (وہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں)، یہ بڑی باوقعت کتاب ہے۔

جس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، یہ ہے نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے۔

اللہ تعالی کا مزید ارشاد ہے:

"اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعے سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں"

فرمان باری تعالی ہے:

"یہ قرآن تمام لوگوں کے لیے اطلاع نامہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے وہ ہوشیار کر دیئے جائیں"۔

اس معنی کی بہت سی آیتیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث میں بھی قرآن کو لازم پکڑنے اور اس پر کاربند رہنے کا حکم دیا گیا ہے، یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو شخص قرآن کو لازم پکڑے وہ ہدایت پر ہے اور جو اسے ترک کر دے وہ گمراہ ہے۔

اور اسی میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صحیح حدیث ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا:

بلاشبہ میں تم میں وہ چیز چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہے، تو گمراہ نہ ہو گے (اور وہ ہے) اللہ کی کتاب۔

اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

صحیح مسلم میں ہی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں پہلے تو اللہ کی کتاب ہے اور اس میں ہدایت ہے اور نور ہے لہذا اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو۔

غرضیکہ آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی اور اس کو لازم پکڑنے پر ابھارا، پھر فرمایا:

دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں۔

ایک اور روایت میں آپ نے قرآن کے بارے یہ ارشاد فرمایا:

وہ اللہ کی رسی ہے جو اس کو پکڑے رہے گا وہ سیدھی راہ پر رہے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہی پر ہو گا۔

اور اس معنی کی حدیثیں بہت ہیں۔ صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم اور اصحاب ایمان کا اس بات پر اجماع ہے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتاب کو لازم پکڑنا، اس کے ذریعہ فیصلہ کرنا اور اس کی طرف رجوع کرنا واجب ہے، اس مسئلہ میں یہ دلیل اتنی کافی وشافی ہے کہ دیگر دلائل کو ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

دوسری دلیل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث، صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم اور اصحاب ایمان کے صحیح آثار واقوال

جہاں تک اس دوسری دلیل کی بات ہے: جو ان تین دلائل میں سے ایک ہے جن پر اجماع ہے، تو اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث، صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم اور اصحاب ایمان کے صحیح آثار واقوال ہیں، وہ سب کے سب اس بنیادی دلیل پر ایمان رکھتے، اس سے دلیل پکڑتے اور امت کو اس کی تعلیم دیتے تھے۔ اسلاف کرام نے اس کی وضاحت کے لیے بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں، اصول فقہ اور مصطلح کی کتابوں میں بھی اس پر روشنی ڈالی ہیں، اس دوسرے اصل کی دلیلیں بھی بے شمار ہیں، مثلا یہ کہ اللہ کی معزز کتاب میں آپ کی اتباع اور اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، یہ حکم آپ کے ہم عصروں اور آپ کے بعد آنے والے تمام لوگوں کے لیے ہے، کیوں کہ آپ سبھوں کے لیے اللہ کے رسول ہیں، اور قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کو آپ کی پیروی اور اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس لیے بھی کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کتاب اللہ کی تفسیر کرنے والے ہیں، اور اس میں جو احکام اجمالی طور پر آئے ہیں اپنے اقوال وافعال اور اپنی تقریرات کے ذریعہ ان کی وضاحت کرنے والے ہیں، اگر حدیث رسول نہ ہوتی تو مسلمانوں کو نماز کی رکعات، اس کی کیفیات اور واجبات کا علم نہ ہو پاتا، روزہ، زکاۃ، حج، جہاد اور بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے احکام کی تفصیلات بھی نہیں معلوم ہوتیں، اور نہ وہ یہ جان پاتے کہ معاملات اور محرمات کے تفصیلی احکام کیا ہیں اور ان سے متعلق اللہ نے کیا حدود اور سزائیں مقرر فرمائی ہیں۔

اس سے متعلق وارد قرآنی آیات:

اس سلسلے میں جو آیتیں وارد ہوئی ہیں، ان میں سورہ آل عمران کی یہ آیت بھی ہے:

"اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"

نیز سورۃ النساء کی یہ آیت:

"اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالی کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالی کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے"۔

سورۃ النساء ہی میں اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

"اس رسول کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالی کی فرمانبرداری کی اور جو منہ پھیر لے تو ہم نے آپ کو کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا"

اگر آپ کی حدیث ناقبل حجت ہوتی یا آپ کی ساری احادیث غیر محفوظ ہوتیں، تو آپ کی اطاعت کرنا اور لوگوں کے مختلف فیہ معاملات کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف پھیرنا کیسے ممکن ہوتا، اگر اس قول کو درست مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کو ایسی چیز کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے جس کا وجود ہی نہیں۔ یہ ایک باطل ترین قول اور اللہ کے ساتھ عظیم ترین کفر اور اس کے تئیں بدگمانی ہے۔

اللہ عزوجل نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا:

"یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید وہ غور وفکر کریں"

نیز اسی سورہ میں اللہ نے یہ بھی فرمایا:

"اس کتاب کو ہم نے آپ پر اس لیے اتارا ہے کہ آپ ان کے لیے ہر اس چیز کو واضح کر دیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور یہ ایمان والوں کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے"

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی جانب نازل کردہ کتاب کو کھول کھول کر بیان کرنے کی ذمہ داری بھی دیں اور آپ کی حدیث کا نہ وجود ہو یا نہ اس میں کوئی حجت ہو؟

اسی طرح اللہ تعالی نے سورۃ النور میں فرمایا:

"کہہ دیجئے کہ اللہ تعالی کا حکم مانو، رسول اللہ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمے تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے، ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب رسول کی اطاعت کرو۔ سنو رسول کے ذمے تو صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے"۔

اللہ تعالی نے اسی سورہ میں ارشاد فرمایا:

"نماز کی پابندی کرو، زکاۃ ادا کرو اور اللہ تعالی کے رسول کی فرمانبرداری میں لگے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے"

سورۃ الأعراف میں ارشاد باری تعالی ہے:

" آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی اتباع کرو تا کہ تم راہ پر آجاؤ"

یہ آیتیں واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ہی ہدایت اور رحمت حاصل ہو سکتی ہے، آپ کی سنت پر عمل کیے بغیر یا یہ کہہ کر کہ آپ کی احادیث کی کوئی صحت ثابت نہیں یا ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، یہ کیسے ممکن ہے،

اللہ عزوجل نے سورۃ النور میں فرمایا:

"سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے"

اور اللہ نے سورۃ الحشر میں فرمایا:

"اور جو کچھ تمہیں رسول دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ"

اس معنی کی آیتیں بہت ہیں اور ساری آیتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی اطاعت کرنا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت (حدیث) کی پیروی کرنا واجب ہے، جیسا کہ سابقہ آیتیں کتاب اللہ کی اتباع کرنے، اسے لازم پکڑنے، اور اس کے اوامر ونواہی کی اطاعت کرنے پر دلالت کرتی ہیں، قرآن وسنت دو لازم وملزوم مصادر ہیں، جس نے ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا اس نے دوسرے کا بھی انکار کیا اور اسے جھٹلایا، جو کہ کفر، گمراہی اور دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے، اس پر اہل علم اور اصحاب ایمان کا اجماع ہے۔

اس سلسلے میں وارد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث

آپ کی اطاعت اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کی پیروی کے وجوب اور آپ کی نافرمانی کی تحریم کے سلسلے میں تواتر کے ساتھ حدیثیں وارد ہوئی ہیں، یہ وجوب اور تحریم آپ کے ہم عصروں کے ساتھ ساتھ قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لیے ہے، مثال کے طور پر صحیحین میں وارد ابوہریرۃ رضی اللہ کی یہ حدیث کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی"۔

اور صحیح بخاری کی یہ حدیث کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے مگر جو انکار کرے گا۔ صحابہ کرام نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہے جو انکار کرے گا؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے یقیناً انکار کیا۔

احمد، ابوداود اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ مقدام بن معدی کرب سے اس حدیث کو روایت کیا ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

خبردار! مجھے قرآن کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔ سنو! عنقریب ایسا ہو گا کہ ایک شکم سیر (آسودہ حال) آدمی اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا کہے گا کہ اسی قرآن کو اختیار کر لو، جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو اور جو اس میں حرام ہے اسے حرام سمجھو۔

ابوداود اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے، کہ ابو رافع نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

ہرگز ایسا نہ ہو کہ میں تم میں سے کسی کو پاؤں کہ وہ اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم پہنچے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا اس سے منع کیا ہو تو وہ کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے، ہم تو کتاب اللہ میں جو پائیں گے، اسی پر عمل کریں گے۔

حسن بن جابر فرماتے ہیں کہ میں نے مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا اس کے بعد فرمایا: عنقریب (ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ) تم میں سے کوئی شخص مجھے جھٹلائے گا اور وہ اپنے تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو گا، اسے میری کوئی حدیث سنائی جائے گی تو کہے گا: ہمارے اور تمہارے درمیان (فیصلہ کرنے والی) اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔ ہمیں اس میں جو چیز حلال ملے گی، اسے حلال مانیں گے اور جو چیز اس میں حرام پائیں گے، ہم اسے حرام قرار دیں گے۔ سن لو! جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ نے حرام فرمایا، وہ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح اللہ کا حرام کیا ہوا۔

اس حدیث کو حاکم، ترمذی اور ابن ماجہ نے صحیح سند سے ذکر کیا ہے۔

تواتر کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ احادیث وارد ہوئی ہیں کہ آپ خطبہ میں اپنے صحابہ کو یہ وصیت کیا کرتے تھے کہ چاہیے کہ حاضر شخص یہ تعلیمات غیر موجود کو پہنچا دے کیونکہ بسا اوقات براہ راست سننے والے سے وہ شخص زیادہ یاد رکھتا ہے جسے بعد میں حکم پہنچایا جائے۔

مثال کے طور پر صحیحین کی یہ حدیث کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع سے جب عرفہ کے دن اور قربانی کے دن لوگوں کو خطاب فرمایا تو ان سے کہا:

چاہیے کہ حاضر شخص یہ تعلیمات غیر موجود کو پہنچا دے کیونکہ بسا اوقات براہ راست سننے والے سے وہ شخص زیادہ یاد رکھتا ہے جسے بعد میں بات پہنچائی جاتی ہے۔

اگر آپ کی حدیث اس شخص پر حجت نہ ہوتی جو اسے سنے اور جس تک وہ پہنچے، اور اگر وہ قیامت تک باقی رہنے والی نہ ہوتی تو آپ صحابہ کرام کو سنت کی تبلیغ کا حکم نہ دیتے، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سنت کے ذریعہ اس کے سننے والے پر حجت قائم ہو جاتی ہے خواہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر ہو یا صحیح سند کے ساتھ اسے دوسروں تک منتقل کرنے والے راویوں کے ذریعہ ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی قولی و فعلی سنت کی حفاظت کی اور اپنے بعد آنے والے تابعین تک انہیں پہنچایا اور تابعین نے اپنے بعد والوں تک پہنچایا، اسی طرح ثقہ علمائے کرام نسل در نسل اور صدی در صدی احادیث رسول کو منتقل کرتے رہے، انہوں نے ان احادیث کو اپنی کتابوں میں جمع کیا اور صحیح وضعیف حدیث کو واضح کیا، اس کی معرفت وآگہی کے لیے مشہور ومعروف قواعد وضوابط مقرر کیے، جن کے ذریعہ صحیح وضعیف حدیث میں تفریق کی جا سکے، اہل علم نے حدیث کی کتابوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا جیسے صحیحین اور دیگر کتابیں، ان کتابوں کی مکمل حفاظت کی، جس طرح اللہ پاک نے اپنی معزز کتاب کو بے کاروں کی بے کاری، ملحدوں کے الحاد اور باطل پرستوں کی تحریف سے محفوظ رکھا تاکہ اللہ پاک کا یہ فرمان سچ ثابت ہو کہ:

ہم نے ہی اس ذکر کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اللہ کی نازل کردہ وحی ہے، اللہ نے اسی طرح اس سنت کی حفاظت کی جس طرح اپنی کتاب کی حفاظت کی اور اس کے لیے علمائے نقد کو مسخر فرمایا، جو اس سے باطل پرستوں کی تحریف اور جاہلوں کی تاویل دور کرتے رہے اور جاہلوں، جھوٹوں اور ملحدوں کے شائبوں سے اس کا دفاع کرتے رہے، کیوں کہ اللہ پاک نے اس سنت کو اپنی معزز کتاب کی تفسیر اور اس میں جو احکام اجمال کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، ان کی توضیح قرار دیا، نیز اس میں دیگر ایسے احکام بھی شامل فرمائے جن کی وضاحت قرآن مجید میں نہیں کی گئی ہے، جیسے رضاعت کے تفصیلی احکام، میراث کے بعض احکام، لڑکی اور اس کی پھوپھی اور لڑکی اور اس کی خالہ کو ایک ساتھ زوجیت میں رکھنے کی حرمت اور ان کے علاوہ دیگر ایسے احکام جن کا ذکر صحیح احادیث میں تو آیا ہے، لیکن کتاب اللہ میں نہیں آیا ہے۔

اس سلسلے میں صحابہ وتابعین اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم سے منقول آثار واقوال

سنت کی تعظیم اور اس پر عمل کرنے کے وجوب سے متعلق صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم کے آثار واقوال کا ذکر۔

صحیحین میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور عربوں میں جنہیں مرتد ہونا تھا وہ مرتد ہو گئے، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کرے گا۔

تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا:

آپ لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ کہیں: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ، تو جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا، اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ کرلی، سوائے حق اسلام کے“

تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

کیا زکاۃ مال کا حق نہیں ہے، قسم اللہ کی، یہ لوگ جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے اگر اس میں سے بکری کا ایک بچہ بھی روک لیا تو میں ان سے جنگ کروں گا۔

تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وضاحت کے بعد میں بھی سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ جنگ کے لیے کھول دیا ہے اور اس وقت میں نے جانا کہ یہی حق ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس معاملہ میں ان کا ساتھ دیا، چنانچہ انہوں نے مرتدین سے قتال کیا یہاں تک کہ انہیں اسلام کی طرف لوٹنے پر مجبور کردیا اور جو اپنی ردت پر مصر رہے وہ قتل کردیئے گئے، اس واقعہ میں سنت کی تعظیم اور اس پر عمل کے وجوب کی واضح ترین دلیل ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دادی اپنی وراثت کے بارے میں سوال کرنے آئیں تو آپ نے عرض کیا: کتاب اللہ میں تیرا کوئی حصہ نہیں بتایا گیا ہے اور میرے علم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تیرے لیے کچھ طے نہیں کیا ہے، البتہ میں لوگوں سے دریافت کروں گا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے دریافت کیا تو ان کے پاس ایک صحابی نے یہ گواہی دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ دیا اور اس کے حق میں یہی طے کیا، عمر رضی اللہ عنہ اپنے امیروں کو یہ وصیت کیا کرتے تھے کہ کتاب اللہ کی روشنی میں لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کریں، اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ مل سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کریں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش آیا کہ کسی کے ظلم وتعدی کی وجہ سے جب عورت کے رحم سے جنین مردہ حالت میں گر جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا، تو یہ مسئلہ آپ کو مشکل معلوم ہوا اور آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کا حکم دریافت کیا، چنانچہ محمد بن مسلمہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما نے یہ گواہی دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ میں یہ فیصلہ کیا کہ اس کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہے، بنابریں آپ رضی اللہ عنہ نے بھی یہ فیصلہ کیا۔

اور جب عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ شوہر کی وفات کے بعد اس کے گھر میں عورت کے اپنی عدت گزارنے کا کیا حکم ہے تو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی بہن فریعہ بنت مالک بن سنان نے آپ کو بتایا کہ جب ان کے شوہر کی وفات ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں ہی رہیں یہاں تک کہ عدت پوری ہوجائے، تو آپ نے بھی یہی فیصلہ کیا۔

اسی طرح ولید بن عقبہ پر شراب نوشی کی حد نافذ کرنے کا فیصلہ بھی آپ نے حدیث کی روشنی میں ہی کیا، اور جب علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع کرتے ہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے ایک ساتھ حج وعمرہ کا تلبیہ پکارا اور فرمایا: میں کسی شخص کے کہنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک نہیں کرسکتا، جب بعض لوگوں نے حج تمتع کے سلسلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو حجت کے طور پر پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ حج افراد کو افضل قرار دیتے ہیں تو ابن عباس نے کہا: قریب ہے کہ تمہارے اوپر آسمان سے پتھر برسا دیے جائیں، میں کہتا ہوں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم کہتے ہو: ابو بکر اور عمر

نے کہا، جب ابو بکر و عمر کے قول کی بنیاد پر سنت کی مخالفت کرنے والے کے بارے میں سزا وعقاب کا خدشہ ہو سکتا ہے تو اس شخص کا کیا حال ہو گا جو ان سے کمتر لوگوں کے قول یا محض اپنی رائے اور اجتہاد کی بنیاد پر سنت کی خلاف ورزی کرتا ہے، جب کچھ لوگوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بعض احادیث کے سلسلے میں اختلاف کیا تو انہوں نے کہا: ہمیں عمر کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے یا سنت کی اتباع کا؟

ایک شخص نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے کہا: ہمیں کتاب اللہ کے بارے میں بتائیں جبکہ وہ حدیث کے بارے میں انہیں بتا رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: حدیث ہی کتاب الٰہی کی تفسیر ہے، اگر حدیث نہ ہوتی تو ہمیں معلوم نہ ہوتا کہ ظہر کی نماز چار رکعت، مغرب کی تین رکعت اور فجر کی دو رکعت ہے، اور نہ ہم زکاۃ جیسی ان عبادتوں کے تفصیلی احکام سے واقف ہو پاتے جن کا مفصل ذکر حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

حدیث کی تعظیم، اس پر عمل کے وجوب اور اس کی خلاف ورزی کی ممانعت میں صحابہ کرام سے بہت زیادہ آثار وارد ہیں، اس کی مثال یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی: "اپنی عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔" تو ابن عمر کے ایک بیٹے نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تو ان کو ضرور روکیں گے۔ اس پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ غصہ ہوئے اور اس کو سخت برا بھلا کہا، اور فرمایا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتا رہا ہوں اور تم کہتے ہو: اللہ کی قسم! ہم انہیں ضرور روکیں گے۔ اور جب عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، جو کہ صحابیِ رسول ہیں، اپنے کسی قریبی شخص کو کنکر سے نشانہ لگاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اس کو منع کیا اور کہا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے کنکر کے ساتھ نشانہ بنانے سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ نہ کسی جانور کو شکار کرتا ہے، نہ دشمن کو ہلاک کرتا ہے، البتہ یہ دانت توڑتا ہے۔ اور آنکھ پھوڑتا ہے۔" پھر عبد اللہ بن مغفل نے دیکھا کہ اس شخص نے دوبارہ یہی کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے تم کو حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور تم پھر کنکر مار رہے ہو! اللہ کی قسم! میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔

بیہقی نے جلیل القدر تابعی ایوب سختیانی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

جب آپ کسی شخص کو حدیث سنائیں اور وہ کہے کہ اسے چھوڑو، ہمیں قرآن کے بارے میں بتاؤ تو جان جائیں کہ وہ گمراہ انسان ہے۔

اوزاعی رحمہ اللہ کا قول ہے: سنت قرآن کی تفسیر و توضیح کرتی ہے، یا اس میں جو حکم مطلقاً بیان کیا گیا ہے اسے مقید کرتی ہے، یا ایسے احکام ذکر کرتی ہے جن کا ذکر قرآن میں نہیں آیا ہے، جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے:

"یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غور و فکر کریں"۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث گزر چکی ہے:

مجھے قرآن اور اس جیسی ایک اور وحی (حدیث) دی گئی ہے۔

بیہقی نے عامر شعبی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں سے کہا: اگر تم آثار کو ترک کر دوگے تو ہلاک ہو جاؤگے۔ اس سے ان کی مراد صحیح احادیث تھیں۔ بیہقی نے ہی اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنے کسی شاگرد سے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث تمہیں مل جائے تو اس کے علاوہ کوئی دوسری رائے ہر گز ظاہر نہ کرو، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی جانب سے ہی پہنچانے والے تھے۔

بیہقی نے جلیل القدر امام سفیان بن سعید ثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سارا علم فقط علم حدیث میں محصور ہے۔

مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم میں سے ہر کوئی رد کرنے اور رد کیے جانے کے لائق ہے، سوائے اس قبر والے کے، یہ کہہ کر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اشارہ کیا۔

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مل جائے تو سر آنکھوں پر۔

شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث روایت کروں اور اسے (اپنے قول و عمل میں) اختیار نہ کروں تو میں آپ سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میری عقل مفقود ہو چکی ہے۔

شافعی رحمہ اللہ نے مزید فرمایا:

اگر میں کوئی ایسا قول کہوں جس کے بر خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث موجود ہو تو میرے قول کو دیوار پر مار دو،

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے کسی شاگرد سے کہا:

نہ تم میری تقلید کرو، نہ مالک کی اور نہ شافعی کی، بلکہ تم بھی وہیں سے مسائل مستنبط کرو جہاں سے ہم نے کیا،

امام احمد رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

مجھے ایسے لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو حدیث رسول کی سند اور اس کی صحت سے واقف ہوتے ہیں، اس کے باوجود سفیان (کی رائے) اختیار کرتے ہیں، جبکہ اللہ پاک فرماتا ہے:

"سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائیں یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے"

آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس آیت میں فتنہ سے مراد کیا ہے؟

فتنہ سے مراد شرک ہے، اگر اس نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی کسی حدیث کو ٹھکرایا تو خدشہ ہے کہ اس کے دل میں گمراہی کی بیج پڑ جائے اور وہ ہلاک ہو جائے،

بیہقی نے جلیل الشان تابعی مجاہد بن جبر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اللہ پاک کے اس فرمان کی تفسیر میں فرمایا:

"اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالی کی طرف اور رسول کی طرف"

فرمایا: اللہ کی طرف لوٹانے سے مراد قرآن کی طرف لوٹانا ہے اور رسول کی طرف لوٹانے سے مراد حدیث کی طرف لوٹانا ہے۔

بیہقی نے زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ہمارے جو علمائے کرام گزر گئے ہیں وہ کہا کرتے تھے کہ سنت کو مضبوطی سے تھامے رہنے میں ہی نجات ہے۔

موفق الدین بن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب روضۃ الناظر میں احکام کے اصول و دلائل کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

ادلہ کے مابین دوسیری اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حجت اور دلیل ہے کیوں کہ آپ کے معجزے آپ کی صداقت کی دلیل ہیں، اور اللہ نے آپ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور آپ کی خلاف ورزی سے منع فرمایا ہے۔

مطلوبہ عبارت ختم ہوئی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر میں فرمایا:

"سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائیں یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مراد آپ کا راستہ، منہج، طریقہ، سنت اور شریعت ہے، چنانچہ تمام اقوال وافعال کو آپ کے اقوال وافعال کے میزان پر پرکھا جائے گا اور جو قول و عمل اس کے موافق ہو گا اسے قبول کیا جائے گا اور جو اس کے خلاف ہو گا اسے اس کے کہنے اور کرنے والے پر لوٹا دیا جائے گا خواہ وہ جو کوئی بھی ہو،

جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

جس نے ایسا عمل کیا، ہمارا دین جس کے مطابق نہیں تو وہ مردود ہے۔

یعنی جو شخص باطنی یا ظاہری طور پر شریعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کرے اسے اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں اس پر کوئی آزمائش نہ آپڑے۔

یعنی ان کے دل میں کہیں کفر یا نفاق یا بدعت کا فتنہ نہ پڑ جائے۔

یا اسے دردناک عذاب نہ آ پہنچے۔

یعنی دنیا میں قتل کی شکل میں یا حد کی شکل میں یا قید وبند کی شکل میں یا اس جیسی کسی اور شکل میں،

جیسا کہ امام احمد نے روایت کیا کہ عبد الرزاق نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ معمر نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمام بن منبہ نے ہم سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں:

ہم سے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، جب اس کے گرد روشنی ہوئی تو اس میں کیڑے اور یہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں، گرنے لگے اور وہ شخص ان کو روکنے لگا، لیکن وہ نہ رکے اور اس میں گرنے لگے۔ یہ مثال ہے میری اور تمہاری، میں تمہاری کمر پکڑ کر آگ سے روکتا ہوں اور کہتا ہوں کہ آگ کے پاس سے چلے آؤ تو تم نہیں مانتے اور اسی میں گھسے جاتے ہو۔

بخاری ومسلم نے اس حدیث کو عبد الرزاق کی سند سے روایت کیا ہے۔

سیوطی رحمہ اللہ اپنی کتاب مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ میں فرماتے ہیں:

آپ جان لیجیے -اللہ آپ پر رحم فرمائے- کہ جو شخص اس بات کا انکار کرے کہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خواہ قولی ہو یا فعلی، وہ اپنے معروف شرط کے ساتھ شریعت کے مآخذ میں حجت کی حیثیت رکھتی ہے، تو اس نے کفر کیا اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کا حشر یہود ونصاری یا اللہ کی مشیت کے مطابق کسی کافر فرقہ کے ساتھ ہو گا-

مطلوبہ عبارت ختم ہوئی۔

سنت کی تعظیم اور اس پر عمل کے وجوب اور اس کی خلاف ورزی کی ممانعت میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم سے آثار واقوال بہت زیادہ منقول ہیں۔

مجھے امید ہے کہ ہم نے جو آیتیں، حدیثیں اور آثار ذکر کیے ہیں، وہ حق کی جستجو کرنے والے کے لیے کافی وشافی ہیں۔

ہم اپنے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے پسندیدہ کاموں کی توفیق عطا کرے، اپنے غضب کے اسباب سے ہمیں محفوظ رکھے، اور ہم سب کو صراط مستقیم کی رہنمائی فرمائے، یقیناوہ سننے والا قریب ہے۔

اللہ کا درود وسلام نازل ہو اس کے بندہ ورسول ہمارے نبی محمد، آپ کے اہل وعیال، صحابہ اور احسان کے ساتھ آپ کی پیروی کرنے والوں پر۔

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ علیہ